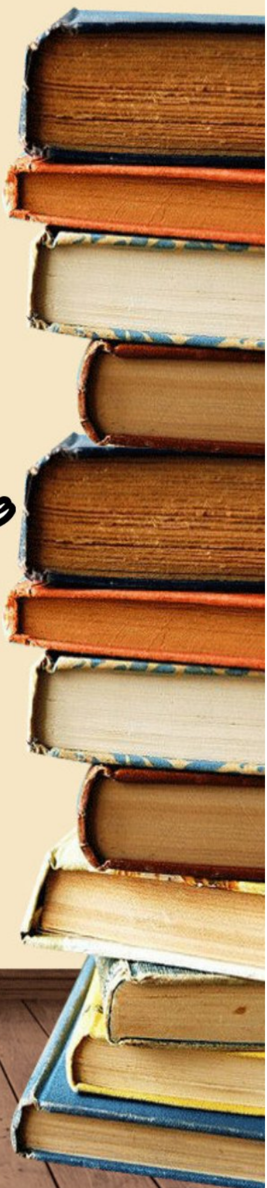
ضیائی ماہانہ سیریز

ضیائے رمضان المبارک

☆فضائل ونوفل | ☆اعراس مبارک یکم تا ۳۰ | ☆تاریخ اسلام کے اہم واقعات

ناشر:
انجمن ضیاءِ طیبہ
بالمقابل HBL کھارادر برانچ آدمجی داؤد روڈ بمبئی بازار کھارادر کراچی
021-32473226 www.ziaetaiba.com



ضیائے رمضان

مرتب

علامہ نسیم احمد صدیقی نوری

ناشر

انجمن ضیاء طیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ ﷺ

نام کتاب	:	ضیائے رمضان
مرتب	:	علامہ نسیم احمد صدیقی نوری
ضخامت	:	۳۲ صفحات
تعداد	:	۲۰۰۰
اشاعت بار اول	:	ستمبر ۲۰۰۴ء
اشاعت بار دوم	:	ستمبر ۲۰۰۵ء (مختصر ترمیم و اضافہ کے ساتھ)

❁.......... ناشر ....❁

ضیائی دار الاشاعت، انجمن ضیاء طیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہِ ﷺ

اسلامی سال کا نواں مہینہ

"رمضان المبارک"

آیاتِ قرآنی:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝[1]

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لیے ہدایت اور راہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں، تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔[2]

1۔ پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۸۵۔

2۔ کنز الایمان۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۝[1]

ترجمہ:

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔[2]

وجہ تسمیہ:

رمضان المبارک اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رمضان "رمض" سے ماخوذ ہے اور رمض کا معنٰی "جلانا" ہے۔ چونکہ یہ مہینہ مسلمانوں کے گناہوں کو جلا دیتا ہے اس لیے اس کا نام رمضان رکھا گیا ہے۔ یا اس لیے یہ نام رکھا گیا ہے کہ یہ "رمض" سے مشتق ہے جس کا معنٰی "گرم زمین سے پاؤں جلنا" ہے۔ چونکہ ماہِ صیّام بھی نفس کے جلنے اور تکلیف کا موجب ہوتا ہے لہٰذا اس کا نام رمضان رکھا گیا ہے۔ یا رمضان گرم پتھر کو کہتے ہیں۔ جس سے چلنے والوں کے پاؤں جلتے ہیں۔ جب اس مہینہ کا نام رکھا گیا تھا اس وقت بھی موسم سخت گرم تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ رمض کے معنی برساتی بارش، چونکہ رمضان بدن سے گناہ بالکل دھو ڈالتا ہے اور دلوں کو اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے بارش سے چیزیں دھل کر پاک وصاف ہو جاتی ہیں۔[3]

1۔ پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۸۳۔
2۔ کنزالایمان۔
3۔ غنیۃ الطالبین، صفحہ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔

فضائل رمضان المبارک

احادیث کی روشنی میں

حدیث ا:

اِنَّ الْجَنَّۃَ تَزَ حْرَفُ لِرَمْضَانَ مِنْ رَاسِ الْحَوْلِ حَوْلٍ قَابِلٍ قَالَ فَاِذَا کَانَ اَوَّلُ یَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ ھَبَّتْ رِیْحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّۃِ عَلَی الْحُوْرِ الْعَیْنِ فَیَقُلْنَ یَا رَبِّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ عِبَادِكَ اَزْوَجًا تَقِرُّبِھِمْ اَعْیُنُنَا وَ تَقِرُّ اَعْیُنُھُمْ بِنَا۔[1]

بے شک جنت ابتدائے سال سے آئندہ سال تک رمضان شریف کے لیے آراستہ کی جاتی ہے۔ فرمایا جب پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ہوا سفید اور بڑی آنکھوں والی حوروں پر چلتی ہے تو وہ کہتی ہیں کہ اے پروردگار اپنے بندوں سے ہمارے لیے ان کو شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔

حدیث ۲:

نَادٰی مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ کُلَّ لَیْلَۃٍ اِلٰی انْفِجَارِ الصُّبْحِ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ تَمِّمْ وَ اَبْشِرْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِ اَقْصِرْ وَ اَبْصِرْ ھَلْ مَنْ مُّسْتَغْفِرٍ یَّغْفِرُ لَہٗ ھَلْ مَنْ

1۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ ص ۱۷۴۔

تَائِبٍ یُّتَابُ عَلَیْہِ ھَلْ مَنْ دَاعٍ یُّسْتَجَابُ لَہٗ ھَلْ مَنْ سَائِلٍ یُّعْطٰی سُؤالَہٗ فِطْرٍ مِّنْ کُلِّ شَھْرِ رَمَضَانَ کُلَّ لَیْلَۃٍ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ سِتُّوْنَ اَلْفًا فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْفِطْرِ اَعْتَقَ فِیْ جَمِیْعٍ۔ [1]

رمضان المبارک کی ہر رات میں ایک منادی آسمان سے طلوعِ صبح تک یہ ندا کرتا رہتا ہے کہ اے خیر کے طلب گار تمام کر اور بشارت حاصل کر اور اے بُرائی کے چاہنے والے رک جا اور عبرت حاصل کر۔ کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اس کی بخشش کی جائے۔ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ کیا کوئی دعا مانگنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول

الشَّھْرِ ثَلَاثِیْنَ مَرَّۃً سِتِّیْنَ اَلْفًا۔ [2]

کی جائے۔ کیا کوئی سوالی ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔ اللہ بزرگ و برتر رمضان شریف کی ہر رات میں افطاری کے وقت ساٹھ ہزار گناہ گار دوزخ سے آزاد فرماتا ہے جب عید کا دن آتا ہے تو اتنے لوگوں کو آزاد فرماتا ہے کہ جتنے تمام مہینہ میں آزاد فرماتا ہے۔ تیس مرتبہ ساٹھ ساٹھ ہزار۔ (یعنی اٹھارہ لاکھ)

حدیث ۳:

یَغْفَرُ لِاُمَّتِہٖ فِیْ اٰخِرِ لَیْلَۃٍ فِیْ رَمَضَانَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللہِ اَھِیَ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلٰکِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا یُوَفّٰی اَجْرُہٗ اِذَا قَضٰی عَمَلُہٗ۔ [3]

1۔ مشکوٰۃ ص۔

2۔ زواجر جلد اول۔

3۔ رواہ احمد۔ مشکوٰۃ ص ۱۷۴۔

رمضانِ پاک کی آخری رات میں میری امت کی بخشش کی جاتی ہے۔ عرض کی گئی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کیا وہ شبِ قدر ہے۔ فرمایا نہیں لیکن کام کرنے والے کا اجر پورا دیا جاتا ہے۔ جب کہ وہ اپنا کام ختم کرتا ہے۔

حدیث ۴:

اُحْضِرُوْ الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقٰی دَرَجَةً قَالَ اٰمِیْنَ فَلَمَّا ارْتَقٰی الدَّرَجَةَ الثَّانِیَةَ قَالَ اٰمِیْنَ فَلَمَّا ارْتَقٰی الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ اٰمِیْنَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْیَوْمَ شَیْئًا مَا کُنَّا نَسْمَعُهٗ قَالَ اِنَّ جِبْرَئِیْلَ عَرَضَ لِیْ فَقَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ یُغْفَرُ لَهٗ قُلْتُ اٰمِیْنَ فَلَمَّا رَقِیْتُ الثَّانِیَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُکِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْكَ قُلْتُ اٰمِیْنَ۔ فَلَمَّا رَقِیْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَیْهِ عِنْدَهُ الْکِبَرُ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ یُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ اٰمِیْنَ۔[1]

تم لوگ منبر کے پاس حاضر ہو۔ پس ہم منبر کے پاس حاضر ہوئے۔ جب حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم منبر کے پہلے درجہ پر چڑھے تو فرمایا "آمین"۔ جب دوسرے درجہ پر چڑھے تو فرمایا "آمین"۔ اور جب تیسرے درجہ پر چڑھے تو فرمایا "آمین"۔ جب منبر شریف سے اترے تو ہم نے عرض کی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی کہ کبھی نہ سنتے تھے۔ فرمایا بے شک جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے آکر عرض کی کہ۔ "بے شک وہ شخص دور ہو (رحمت سے یا ہلاک ہو) جس نے رمضان شریف کو پایا اور اس کی مغفرت نہیں ہوئی" میں نے کہا۔ "آمین"۔ جب دوسرے درجہ پر چڑھا تو اس نے کہا: "وہ شخص دور ہو جس کے پاس آپ کا ذکر ہو

1۔ زواجر جلد اول۔

اور وہ درود شریف نہ پڑھے "میں نے کہا" آمین" جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو اس نے کہا کہ "دور ہو وہ شخص جو اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کا موقع پائے پھر بھی کوتاہی کے نتیجے میں جنت میں داخل نہ ہو سکے" میں نے کہا" آمین"

حدیث ۵:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عنہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِ مِائَۃٍ قَالَ اللہُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یَدْعُ شَھْوَتُہٗ وَطَعَامُہٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّہٖ وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ۔[1]

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "آدم کے بیٹے کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے ایک نیکی سے دس گنا سے سات سو تک۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا" مگر روزہ کہ اس کا ثواب بے شمار ہے، بے شک وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔" روزہ دار اپنی خواہش اور طعام میرے لیے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت۔ اور ایک خوشی دیدارِ الٰہی کے وقت۔ اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور روزے ڈھال ہیں۔"

حدیث ۶۔

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجِنَانِ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ الْجَھَنَّمِ وَسُلْسِلَۃِ الشَّیَاطِیْنَ۔[2]

1۔ الحدیث رواہ البخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ: ۱۷۳۔

2۔ بخاری۔

جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔

رمضان کے حروف اور ان کی برکتیں:

رمضان کے پانچ حروف ہیں، "ر" رضوان اللہ (اللہ کی خوشنودی) ہے۔ "م" محابۃ اللہ کی ہے (اللہ کی محبت)۔ "ض" ضمان اللہ کا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری) "الف" الفت کا ہے اور "ن" سے مراد نور اور نوال ہے (مہربانی اور بخشش)۔[1]

روزہ نہ رکھنا گناہ کبیرہ ہے:

ارکانِ اسلام کا ایک رکن روزہ ہے۔ سردار دو جہاں سید کون و مکاں ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ سب سے اول توحید و رسالت کا اقرار۔ اس کے بعد اسلام کے چار رکن ہیں۔ ۱: نماز۔ ۲: روزہ۔ ۳: زکوٰۃ۔ ۴: حج۔ کتنے مسلمان ہیں جو مردم شماری میں مسلمان شمار ہوتے ہیں۔ لیکن ان چار ارکان میں سے ایک کے بھی کرنے والے نہیں ہیں۔ البتہ وہ سرکاری کاغذات میں مسلمان لکھے جاتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے دفتر میں وہ کامل مسلمان شمار نہیں ہو سکتے۔ اس لیے کہ روزہ نہ رکھنا کبیرہ گناہ ہے یہ بھی اس وقت ہے کہ جب وہ روزے کی فرضیت کا اعتقاد رکھتا ہو۔ اور جو اس کی فرضیت کا انکار کرے تو وہ بلاشبہ کافر ہے۔

سحری کھانے میں برکت ہے:

مسلمانوں کو چاہئے کہ رمضان المبارک میں سحری کے وقت اٹھیں اور حسب ضرورت کھانا تیار کر کے کھائیں۔ اگرچہ ایک دو لقمے ہی ہوں۔ یا کھجور کے

1۔ غنیۃ الطالبین، صفحہ ۳۹۰۔

چند دانے کھالے۔ کیونکہ یہ کھانا باعث برکت ہے۔ محبوب رب العالمین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ السُّحُوْرَ بَرَکَۃٌ۔[1]

سحری کیا کرو کیونکہ سحری کے کھانے میں برکت ہے۔

نیز سحری کے وقت اٹھنا اور کھانا کھانا اسلام کا شعار ہے۔ اہل کتاب اس سعادت سے محروم ہیں۔ سید الانس والجان شاہ کون ومکان ﷺ نے فرمایا:

فَصْلُ مَابَیْنَ صِیَامِنَا وَصِیَامِ اَھْلِ الْکِتَابِ اُکْلَۃُ السَّحَرِ۔[2]

ہم اہل اسلام اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا کھانا ہے۔

اہم مسئلہ:

سحری کا وقت صبح صادق سے پہلے ہے اگر صبح صادق ہو جاتی ہے تو پھر سحری سے الگ ہو جائیں۔ کھانا پینا بند کر دیں بعض لوگ اذان فجر سن کر یا سائرن سن کر بھی پانی وغیرہ پیتے ہیں یہ درست نہیں فرض کریں کہ سحری کا آخری وقت ۵ بج کر ۱۱ منٹ ہے تو فجر کی اذان ۵ بج کر ۱۱ منٹ کے بعد ہو گی لہٰذا ۵۔ بج کر ۱۱ منٹ سے قبل ہر حال میں کھانے پینے سے فراغت حاصل کر لینی چاہیے۔ اگر اذان سنتے وقت پانی بھی پیا تو روزہ نہیں ہو گا۔

روزے کی نیت:

جو صبح صادق سے پہلے سحری سے فارغ ہوں انہیں یوں نیت کرنی چاہیے:

1۔ مشکوٰۃ ص ۱۷۵۔

2۔ رواہ البخاری ومسلم۔ مشکوٰۃ ص ۱۷۵۔

بِصَوْمِ غَدٍ نَوَیْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَان

ترجمہ: میں نے رمضان کے کل کے روزے کی نیت کی۔

اور سائرن یا اذان سن کر کلّی وغیرہ کرکے اس طرح نیت ہو گی۔

نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ هٰذَا الْیَوْمَ لِلّٰهِ تَعَالٰی مِنْ فَرْضِ رَمَضَان

ترجمہ: میں نے آج کے روزے کی نیت کی اللہ کے لیے ماہِ رمضان کے فرضوں سے

افطار:

جب پوری طرح سورج غروب ہو جائے تو حلال اور طیب چیز سے روزہ افطار کرے اور یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا، اور تجھ پر ایمان لایا، اور تیرے دیے ہوئے رزق سے افطار کیا۔

سیّدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مالکِ دو جہاں سرکارِ ابد قرار شافع یوم شمار صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

لَا یَزَالُ الدِّیْنُ ظَاهِرًا مَّا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِاَنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی یُؤَخِّرُوْنَ۔[1]

دین اسلام ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ کیونکہ یہودی و نصرانی افطار میں دیر کرتے ہیں۔

1۔ رواہ ابوداؤد وابنِ ماجہ۔ مشکوٰۃ ص ۱۷۵۔

نوٹ:

اس جلدی کا یہ مطلب نہیں کہ ابھی سورج پوری طرح غروب نہ ہوا ہو توروزہ افطار کرلیا جائے۔ ایسا کرنے سے سارے دن کی محنت ضائع ہو جائے گی اور نہ ہی ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اس پر مزید ہے۔

روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہیے:

یوں تو روزہ ہر حلال چیز سے افطار کرنا جائز ہے مگر طاق کھجوروں سے روزہ افطار کرنا بہت ثواب کا باعث ہے اگر کھجوریں وقت پر نہ مل سکیں تو پانی سے روزہ کھولنا چاہیے۔

سرورِ کائنات فخر موجودات حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کا ارشاد ہے:

اِذَا اَفۡطَرَ اَحَدُکُمۡ فَلۡیُفۡطِرۡ عَلٰی تَمۡرٍ فَاِنَّہٗ بَرۡکَۃٌ فَاِنۡ لَّمۡ یَجِدۡ فَلۡیُفۡطِرۡ عَلٰی مَآءٍ فَاِنَّہٗ طَھُوۡرٌ۔[1]

جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو چاہیے کہ کھجوروں سے افطار کرے کیونکہ اس میں برکت ہے۔ اگر کھجوریں نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے۔

نمازتراویح:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ماہ رمضان کی وسط رات میں ایک بار حضور اقدس ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی

1۔ رواہ احمد والترمذی و ابوداؤد وابن ماجہ۔ مشکوٰۃ ص ۱۷۵۔

لوگوں نے بھی حضور ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ دوسری رات آدمیوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ مسجد تنگ ہو گئی لیکن نبی کریم ﷺ اپنے حجرہ سے بر آمد نہیں ہوئے، صبح کو فجر کی نماز کے لیے تشریف لائے، فجر کی نماز سے فارغ ہو کر لوگوں سے خطاب فرمایا: ''تمہاری رات کی حالت مجھ سے پوشیدہ نہ تھی، لیکن اندیشہ یہ تھا کہ نمازِ تراویح تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ۔'' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ لوگوں کو رمضان کی راتوں کو زندہ رکھنے (نماز پڑھنے) کی ترغیب دیا کرتے تھے بغیر اس کے کہ آپ ان پر لزوم کے ساتھ حکم فرمائیں (یعنی وجوبی حکم حضور ﷺ نہیں دیتے تھے) آپ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عہد فاروقی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں تراویح کا معاملہ یوں ہی رہا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے تراویح کی نماز کی حدیث جب سنی تو آپ نے اس پر عمل فرمایا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اے امیر المومنین وہ حدیث کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عرشِ الٰہی کے ارد گرد ایک جگہ جس کا نام ''حضیرۃ القدوس'' ہے وہ نور کی جگہ ہے اس میں اتنے فرشتے جن کی تعداد اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ عبادت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں اس میں ایک لمحہ کی بھی کوتاہی نہیں کرتے۔ جب ماہ رمضان کی راتیں آتی ہیں تو یہ اپنے رب سے زمین پر اترنے کی اجازت طلب کرتے ہیں اور وہ بنی آدم کے ساتھ مل کر نماز پڑھتے ہیں۔ امت محمدیہ ﷺ میں جس نے ان کو مَس کیا یا انہوں نے کسی کو مَس کیا تو وہ ایسا نیک بخت و سعید بن جاتا ہے کہ پھر کبھی بد بخت و شقی نہیں بنتا۔ یہ سن کر حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کہ اس (نماز) کی یہ شان ہے تو ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ پھر آپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے تراویح کی جماعت قائم کرکے اس کو سنت قرار دے دیا۔[1]

نماز تراویح بیس رکعات ہیں:

رمضان المبارک کے مہینہ میں نمازِ عشاء کے بعد بیس ۲۰ رکعت نماز تراویح پڑھنی صحیح مذہب میں سنت مؤکدہ ہے اور تمام آئمہ دین یعنی امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ، امام مالک اور ان کے تلامذہ، امام شافعی اور ان کے تلامذہ، امام احمد بن حنبل اور ان کے تلامذہ کے علاوہ وہ دیگر مجتہدین بھی (جن کے مقلدین آج دنیا میں نہیں ہیں) اس کے سنت ہونے اور بیس رکعات ہونے پر متفق ہیں۔ رافضیوں کے علاوہ کوئی جماعتِ تراویح کا منکر نہیں ہے۔ غیر مقلدین (نام نہاد اہلحدیث یا اہل الظواہر) بیس رکعات پر کمزور اعتراض کرتے ہیں اور اپنی ہٹ دھرمی کے باعث آٹھ رکعات پڑھتے ہیں، جو ثابت نہیں۔ آٹھ رکعات کو تراویح کہنا بھی غلط اور باطل ہے، کیونکہ "تراویح" جمع ہے "ترویحہ" واحد ہے، ایک ترویحہ چار رکعات کا ہوتا ہے تو عربی قواعد کے اصولوں کے مطابق آٹھ رکعات ادا کرنے کے نتیجے میں دو ترویحہ بنتے ہیں جس پر تثنیہ کا اطلاق ہوتا ہے اور لغت کے حساب سے "ترویحتان" کہا جاتا ہے۔ عربی میں کسی بھی لفظ کی جمع کا اطلاق دو سے زائد پر ہوتا ہے لہٰذا آٹھ رکعات کو کبھی بھی تراویح قرار نہیں دیا جاسکتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی رمضان میں آٹھ رکعات تراویح کے طور پر ادا نہیں فرمائیں۔ اور نہ ہی آٹھ رکعات ادا کرنے کی ہدایت فرمائی۔ امام بیہقی

1۔ غنیۃ الطالبین، صفحہ ۳۹۹۔۴۰۰۔

رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ”لوگ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں بھی ایسا ہی تھا“ اور ”موطا“ میں یزید بن رومان سے روایت ہے کہ ”عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ تئیس ۲۳ رکعات پڑھتے“۔ بیہقی نے کہا اس میں تین رکعتیں وتر کی ہیں اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ ”رمضان میں لوگوں کو بیس ۲۰ رکعتیں پڑھائے۔“ نیز اس کے بیس رکعت میں یہ حکمت ہے کہ فرائض وواجبات کی اس سے تکمیل ہوتی ہے اور کل فرائض وواجبات کی ہر روز بیس رکعتیں ہیں (یعنی فجر ۲ + ظہر + ۴ عصر + ۴ مغرب + ۳ عشاء فرض + ۴ وتر ۳ = ۲۰ رکعات) لہٰذا مناسب تھا کہ یہ بھی بیس ہوں۔[1]

نمازِ تراویح کی اہمیت و فضیلت:

محقق علی الاطلاق حضرت عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”مَا ثَبَتَ مِنَ السُّنَّۃ“ میں بعض کتبِ فقہ کے حوالہ سے لکھا ہے۔

ذُكِرَ فِيْ بَعْضِ كُتُبِ الْفِقْهِيَّةِ لَوْ تَرَكَ اَهْلُ الْبَلَدَةِ التَّرَاوِيْحَ قَاتَلَهُمُ الْاِمَامُ عَلٰى ذَالِكَ۔[2]

بعض فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ اگر اہلِ شہر تراویح پڑھنا چھوڑ دیں تو امام (حاکم) اس پر ان سے جنگ کرے۔

1۔ بہار شریعت حصہ چہارم، صفحہ ۳۰۔

2۔ ماثبت فی السنۃ صفحہ ۱۵۸۔

سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ "مستحب ہے کہ نماز تراویح باجماعت ہو اور تلاوتِ قرآن جہری ہو۔اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح اسی طرح پڑھی تھی۔ نماز تراویح کی ابتدا اسی رات سے کرنا چاہیے جس رات کو ماہ رمضان کا چاند نظر آجائے اس لیے کہ وہ رات ماہ رمضان کی رات ہوتی ہے۔ تراویح عشا کی نماز کے فرضوں اور سنتوں کے بعد ہونی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہی تھا۔ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں۔ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرنا چاہیے۔ بیس رکعت کے پانچ ترویحہ ہیں یعنی ہر چار رکعت کا ایک ترویحہ، ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر لیے وقفہ ضروری ہے۔۔۔ پورے قرآن کو تراویح میں پڑھنا مستحب ہے۔[1]

مسلمان مرد کو مسجد میں جماعت سے نماز تراویح پڑھنی چاہیے۔ اور مسلمان عورت کو اپنے گھر کی چار دیواری میں تراویح پڑھنی چاہیے۔ تراویح پڑھتے وقت ہر چار رکعت کے بعد نمازی کو اختیار ہے کہ تسبیح پڑھے یا قرآن مجید پڑھے یا نفلیں پڑھے۔ خواہ خاموش رہے اگر تسبیح پڑھے تو یہ پڑھے:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاۤءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ ○ اَلصَّلٰوةُ بَرْ مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم

اعتکاف:

رمضان میں اعتکاف میں بیٹھنا سنت ہے۔ جس مسجد میں اذان ہوتی ہو۔ وہاں اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا کے لیے نیت کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف کہلاتا ہے۔

1۔ غنیۃ الطالبین، صفحہ ۴۰۰۔۴۰۱۔

اعتکاف تین قسم پر ہے (۱)واجب یعنی جس کے لیے منت مانی ہو۔(۲) سنت مؤکدہ جو رمضان کے آخری عشرے میں ہوتا ہے، یہ سنت علی الکفایہ ہے۔(۳) نفل اس کے لیے نہ روزہ شرط ہے نہ ہی کوئی وقت کی قید ہے۔ بلکہ عام نمازوں کے اوقات میں بھی مسجد میں داخل ہوتے وقت نیت کی جا سکتی ہے۔اس کا دورانیہ مختصر یا طویل اپنے صوابدیدی اختیار سے طے کیا جا سکتا ہے۔

نوٹ:۔ خواتین اپنے گھر کے بند کمرے کے ایک حصے میں (جہاں طہارت کا خیال رکھا جائے) معتکف ہو سکتی ہیں۔

اعتکاف کی فضیلت:

معتکف اپنے عمل سے ثابت کرتا ہے کہ اس نے حالتِ حیات ہی میں اپنے بال بچے اور گھر بار سب کچھ چھوڑ دیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اے مولا! تیرے گھر میں آ گیا ہوں۔ رحیم و رحمن ذات جو سب داتاؤں کا داتا ہے اس کے گھر میں جو مسلمان پناہ لے تو رب کریم اس کی عزت افزائی فرماتا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ اعتکاف کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

محبوب ربِّ کریم سید الانبیاء والمرسلین ﷺ معتکف کے متعلق فرماتے ہیں۔

هُوَ يَعْتَكِفُ الذُّنُوبَ وَيَجْرِيْ لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا۔[1]

وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اسے اس قدر ثواب ملتا ہے کہ جیسے اس نے تمام نیکیاں کی ہیں۔

1۔ رواہ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ شریف۔

اعتکاف سے تین بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ایک یہ کہ انسان اعتکاف کی برکت سے گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور یہ فائدہ تمام فائدوں کا سردار ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ معتکف کو شبِ قدر ضرور ملتی ہے(پورے عشرے کی راتوں یا کم از کم طاق راتوں میں شب بیداری کے نتیجے میں اور شبینوں کی محافل کا انعقاد کرکے)۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ بہت سے نیک اعمال مثلاً نمازِ جنازہ۔ عیادتِ مریض۔ اعانت مظلوم وغیرہ جو اعتکاف کی وجہ سے نہیں کرسکتا مگر معتکف کو ان سب اعمالِ صالحہ کا ثواب مسجد میں بیٹھے ہوئے ملتا رہتا ہے۔ سبحان اللہ.....الحمدللہ۔

❁ ..... ❁ ..... ❁

شبِ قدر کے فضائل

اللہ تعالیٰ "سورۃ القدر" میں ارشاد فرماتا ہے:

"بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا (ہے) شب قدر، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر، اس میں فرشتے اور جبرائیل اترتے ہیں، اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے، وہ سلامتی ہے، صبح چمکنے تک۔"[1]

شب قدر میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔ امام بخاری و امام مسلم رحمہا اللہ نے یہ حدیث نقل کی ہے، "جس نے اس رات میں ایمان و اخلاص کے ساتھ شب بیداری کر کے عبادت کی اللہ تعالیٰ اس کے سال بھر کے گناہ بخش دیتا ہے۔" مفتی سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: روایاتِ کثیرہ سے ثابت ہے کہ شب قدر، رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ میں ہوتی ہے اور اکثر اس کی بھی طاق راتوں میں سے کسی رات میں، بعض علماء کے نزدیک رمضان المبارک کی ستائیسویں رات شب قدر ہوتی ہے یہی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے۔[2]

حدیث شریف میں ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گذشتہ امتوں کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو تمام رات عبادت کرتا تھا اور تمام دن جہاد میں مصروف رہتا تھا

1۔ ترجمہ کنزالایمان؛ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ۔

2۔ تفسیر خزائن العرفان۔

اس طرح اس نے ہزار مہینے گزارے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس سے تعجب ہوا اور رشک آیا، تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے محبوب دانائے غیوب ﷺ کو شب قدر عطا فرمائی جسے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا گیا۔"[1]

یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے ان کے غلاموں کو یہ موقع عطا فرمایا کہ ایک رات عبادت کریں تو گویا ہزار مہینے سے زیادہ عبادت میں مشغول قرار پائیں۔

لیلۃ القدر کا تعین؟

شہنشاہِ بغداد، فرد الافراد، غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں "شب قدر کو رمضان شریف کے آخری عشرے میں تلاش کیا جائے، ان تاریخوں میں زیادہ مشہور ۲۷ ویں شب ہے..... امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے بالاسناد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے اپنے خواب آخری عشرہ میں (رمضان) میں رسول خدا ﷺ سے بیان کیا کرتے تھے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگوں کے خواب ۲۷ ویں شب کے متعلق متواتر ہیں۔ اس لیے جو شخص شب قدر کی جستجو کرے وہ ۲۷ ویں رات کو کرے۔ یہ بھی مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے طاق اعداد میں سات کے عدد کو کثرت سے ہر شئے میں پایا یعنی سات کے عدد پر غور کیا تو آسمانوں، زمینوں، ہفتے کے دن اور رات، سمندروں، طواف و سعی، رمی جمار میں

1۔ تفسیر ابن جریر۔

سات کا ہندسہ کار فرما ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مزید اشیاء اور سات کے ہندسے کی مناسبت بیان کی ہے کہ سورۃ فاتحہ کی آیات سات، قرآن کی قرأتیں سات، قرآن کی منزلیں سات ہیں، انسان کی تخلیق سات اعضاء سے اور سجدہ بھی سات اعضاء پر ہوتا ہے..... انہوں نے مزید فرمایا سورۃ القدر میں آغاز سے سلٰمٌ تک لفظوں کی تعداد ۲۷ ہے تو اللہ تعالیٰ نے سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ فرما کر بندوں کو آگاہ کر دیا کہ شب قدر ۲۷ویں شب ہے۔ [1]

علمائے طریقت (یعنی مشائخ کرام) ایک دلیل یہ دیتے ہیں کہ "لیلۃ القدر" کلمہ میں ۹ حروف ہیں جبکہ یہ کلمہ "لیلۃ القدر" اس سورۃ میں تین مرتبہ آیا ہے اس طرح ۹ کو تین سے ضرب دینے پر ۲۷ حاصل ہوتا ہے۔ نیز رمضان کے تین عشرے ہیں اگر "لیلۃ القدر" کے ۹ حروف کو تینوں عشروں سے ضرب دیا جائے تو بھی ۲۷ حاصل ہوتا ہے۔

تیرہویں صدی ہجری کے مجدد شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: " اس رات شام سے صبح تک رحمت و تجلّیِ الٰہی بندوں کی طرف متوجہ رہتی ہے۔ فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور عبادت کرنے والوں سے ملاقات کرتے ہیں جس کی وجہ سے عبادت میں لذت و کیفیت پیدا ہوتی ہے جو دوسری راتوں میں نہیں ہوتی۔ قرآن اسی رات میں نازل ہوا اور فرشتوں کی پیدائش بھی اسی رات میں ہوئی، اسی رات میں جنت میں باغات لگائے گئے۔ [2]

1۔ غنیۃ الطالبین، صفحہ ۳۹۴۔

2۔ فضائل الایام والشہور، صفحہ ۴۳۸۔ بحوالہ تفسیر عزیزی۔

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحابہ نے سوال کیا کہ شب قدر کی علامات بیان فرمائیں، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "هِيَ لَيْلَةٌ بَلَجَةٌ لَا حَارَّةٌ وَلَا بَارِدَةٌ وَلَا سَحَابٌ فِيهَا وَلَا مَطَرٌ وَلَا رِيحٌ وَلَا يُرْمٰى فِيهَا نَجْمٌ وَتَطْلِعُ الشَّمْسُ صَبِيحَتُهَا صَعْصَعَةٍ حَمْرَاءُ لَا شُعَاعُ لَهَا" (یہ رات چمکدار شفاف ہوتی ہے، جس میں نہ گرمی ہو نہ سردی، اور نہ بادل اور نہ بارش، نہ تیز ہوا، نہ شہابِ ثاقب کا ٹوٹنا ہو اور صبح طلوع کے وقت سورج میں سرخ روشنی نہ ہو۔[1] بعض عرفاء اور اولیاء فرماتے ہیں کہ اس رات میں کتے کے بھونکنے کی آواز نہیں سنی جائے گی۔[2]

شبِ قدر کی عبادت اور نوافل

شبِ قدر میں سیدنا حضرت جبرائیل علیہ السلام بمعہ دیگر فرشتوں کے زمین پر اترتے ہیں۔ اور وہ چار جھنڈے گاڑتے ہیں۔ ایک روضۂ اطہر پر، ایک کعبہ معظمہ کی چھت پر، ایک بیت المقدس پر، اور ایک آسمان اور زمین کے درمیان۔ پھر وہ فرشتے تمام اطراف میں پھیل جاتے ہیں۔ اور کوئی ایسا گھر باقی نہیں رہتا۔ جہاں وہ داخل نہ ہوں۔ جو شخص عبادت میں مشغول ہوتا ہے فرشتے اس کو سلام دیتے ہیں اور یہ نقشہ طلوع فجر تک باقی رہتا ہے۔

اس رات میں نوافل پڑھنا، قرآن مجید کی تلاوت کرنا، اور تسبیح و تہلیل اور استغفار پڑھنا چاہئے۔ شب قدر میں جتنے نفل پڑھے جاسکیں بڑی سعادت ہے۔ مگر جو کتابوں میں لکھے گئے ہیں وہ یہ ہیں:

1۔ کشف الغمہ، جلد ۱، صفحہ ۲۱۳۔۲۱۴۔

2۔ غنیۃ الطالبین، صفحہ ۳۹۹۔

۱۔ ہر رکعت میں الحمد کے بعد اَلۡھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ایک مرتبہ اور قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تین دفعہ پڑھے تو موت کی سختیوں میں آسانی ہو گی۔ اور عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔[1]

۲۔ دو رکعت نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ سات بار پڑھے۔ سلام کے بعد سات دفعہ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ پڑھے تو اپنی جگہ سے نہیں اٹھے گا کہ اس پر اور اس کے والدین پر رحمتِ خدا برسنی شروع ہو جائے گی۔[2]

۳۔ چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد اِنَّآ اَنۡزَلۡنَاہُ ایک بار اور قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ستائیس بار پڑھے۔ تو یہ شخص گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ گویا آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اور اس کو اللہ کریم جنت میں ہزار محل عنایت فرمائے گا۔

۴۔ دو رکعت نفل پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد اِنَّآ اَنۡزَلۡنَاہُ ایک بار اور قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تین بار پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو شب قدر کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور اس کو جنت میں مشرق سے مغرب تک ایک شہر عنایت فرمائے گا۔

۵۔ چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد اِنَّآ اَنۡزَلۡنَاہُ تین مرتبہ اور قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پچاس مرتبہ پڑھے پھر نماز سے فارغ ہو کر سجدہ میں جا کر ایک دفعہ سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ

1۔ نزہۃ المجالس، جلد ۱، صفحہ ۱۲۹۔
2۔ تفسیر یعقوب چرخی۔

اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکۡبَرُ پڑھے۔ اس کے بعد جو دعا مانگے قبول ہو گی۔ اللہ تعالیٰ بے شمار نعمتیں عطا فرمائے گا اور اس کے سب گناہ بخش دے گا۔[1]

شبِ قدر میں دعا قبول ہوتی ہے:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ: ”میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ بتائیں کہ اگر مجھے لیلۃ القدر (شب قدر) کا پتہ چل جائے تو میں کون سی دعا مانگوں“ آپ نے ارشاد فرمایا: ”کہ تو یہ دعا مانگ۔۔اے اللہ! بے شک تو معاف کرنے والا ہے اور معافی کو دوست رکھتا ہے مجھے بھی معاف کر دے۔[2] مطلب یہ ہے کہ اس رات اپنے پروردگار سے معافی طلب کرے اور یہ کہتا رہے، اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیۡمٌ تُحِبُّ الۡعَفۡوَ فَاعۡفُ عَنِّیۡ یَا غَفُوۡرُ یَا غَفُوۡرُ یَا غَفُوۡرُ یَا کَرِیۡمُ۔

❁ ..... ❁ ..... ❁

1۔ فضائل الشہور۔

2۔ رواہ احمد وابن ماجہ والترمذی مشکوٰۃ، صفحہ ۱۸۲۔

...عید الفطر...

برادرانِ اسلام! رمضان میں زکوٰۃ، اور صدقہ و خیرات پر اجر و ثواب بہت بڑھ جاتا ہے۔ یاد رکھیے جو آپ کے مال میں اپنا حق رکھتے ہیں (انہیں یہ حق اللہ تعالیٰ نے دیا ہے) ان کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔ صدقہ فطر بھی رمضان میں ادا کریں ورنہ نماز عید ادا کرنے سے پہلے پہلے ادا کرنا ضروری ہے۔ شوال المکرم کا چاند دیکھنا باعث ثواب ہے یاد رہے کہ شوال کی پہلی شب بھی برکتوں اور رحمتوں سے معمور ہوتی ہے لہٰذا ان خرافات اور لہو ولعب سے بچیں جس کا ارتکاب اوباش لوگ چاند رات کے نام پر کرتے ہیں۔ یاد رکھیے عید الفطر کے دن کو یوم الرحمۃ بھی کہتے ہیں اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو شہد بنانے کا الہام فرمایا تھا۔

عید الفطر کی پہلی شب اور پہلا دن

رمضان کے مزدوروں کی اجرت کا دن

حدیث شریف میں ہے کہ "جب عید کا دن آتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے، اس مزدور کی کیا مزدوری ہے جس نے اپنا کام پورا کیا ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار اس کی جزا یہ ہے کہ اسے پورا اجر دیا جائے، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور باندیوں نے میرے فریضہ کو ادا کر دیا ہے پھر وہ (عید گاہ کی طرف) نکلے دعا

کے لیے پکارتے ہوئے اور مجھے اپنی عزت و جلال اور کرم اور بلندی اور بلند مرتبہ کی قسم میں ان کی دعا قبول کروں گا۔ پس فرماتا ہے اے میرے بندو! لوٹ جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا۔ اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ لوگ اس حال میں واپس لوٹتے ہیں کہ ان کی بخشش ہو چکی ہوتی ہے۔

عید الفطر کے مستحب کام:

(۱) حجامت بنوانا۔ (۲) ناخن ترشوانا۔ (۳) غسل کرنا۔ (۴) مسواک کرنا۔ (۵) اچھے کپڑے پہننا نیا ہو تو بہتر ورنہ دھلا ہوا ہو۔ (۶) 4½ماشہ چاندی کی انگوٹھی پہننا۔ (۷) خوشبو لگانا۔ (۸) فجر کی نماز محلہ کی مسجد میں ادا کرنا۔ (۹) نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بصد خلوص درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنا۔ (۱۰) عید گاہ میں جلدی جانا۔ (۱۱) عید گاہ کو پیدل جانا۔ (۱۲) واپسی پر دوسرا راستہ اختیار کرنا راستے میں تکبیر تشریق پڑھتے ہوئے جانا اور آنا۔ (۱۳) نماز عید کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا۔ (۱۴) تین یا پانچ یا سات یا کم و بیش مگر طاق ہوں کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالے۔ نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہو گا مگر عشاء تک نہ کھایا تو عتاب کیا جائے گا۔ (۱۵) نماز عید کے بعد معانقہ و مصافحہ کرنا اور رمضان کی کامیابیوں پر مبارکباد اور عید کی مبارکباد دینا۔ (۱۶) سُبْحَانَ اللهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْم ۳۰۰ مرتبہ پڑھنا بے حد اجر و ثواب کا باعث ہے۔